آپ کے مسائل کا حل

مفتی محمد، دارالافتاء والارشاد ناظم آباد کراچی

ڈاکٹر فرحت نسیم ہاشمی اور الھدیٰ انٹرنیشنل:

سوال: ڈاکٹر فرحت نسیم ہاشمی صاحبہ کی مختلف جگہوں میں درس کی محفلیں ہو رہی ہیں جن میں فیشن زدہ اور دنیوی تعلیم یافتہ خواتین کثرت سے شریک ہوتی ہیں۔ کراچی کے ایک روزنامہ میں بھی ڈاکٹر صاحبہ کا درس قرآن شائع ہوتا ہے۔ نیز ڈاکٹر صاحبہ نے ''الھدیٰ انٹرنیشنل'' نامی ادارہ بھی قائم کیا ہے۔ جہاں بچیوں کو دینی تعلیم دی جاتی ہے اور ایک مختصر کورس کروا کر خواتین میں درس دینے کی ترغیب دی جاتی ہے۔

ڈاکٹر صاحبہ کے درس میں ایسی باتیں بھی سننے میں آتی ہیں جو اس سے پہلے نہیں سنی گئیں۔

آپ کی خدمت میں اس روزنامہ کے دو تراشے ارسال ہیں۔ آپ سے درخواست ہے کہ ان کو دیکھ کر ڈاکٹر صاحبہ کے متعلق اپنی رائے تحریر کریں کیا ان کے درس میں شریک ہونا یا روزنامہ میں ان کا درس پڑھنا جائز ہے؟ کیا اپنی بچیوں کو ''الھدیٰ انٹرنیشنل'' یا اس کی کسی شاخ میں پڑھانا جائز ہے؟

(ساجد کراچی)

جواب: روزنامہ کے مرسلہ تراشے دیکھنے اور اس کے علاوہ بھی ڈاکٹر فرحت نسیم ہاشمی صاحبہ کی مختلف باتیں پڑھنے اور سننے سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ ڈاکٹر صاحبہ قرآن وسنت کی اشاعت کے نام پر کئی غلط نظریات کی اشاعت کر رہی ہیں۔

ڈاکٹر صاحبہ نے گلاسکو یونیورسٹی سے پی ایچ ڈی کی ہے (جس کا اعتراف خود انہوں نے ایک روزنامہ میں شائع ہونے والے ایک انٹرویو میں بھی کیا ہے) گلاسکو یونیورسٹی میں پی ایچ ڈی کرنا بھی ڈاکٹر صاحبہ کو مشکوک بنانے کے لئے کافی ہے کیونکہ غیر مسلم ممالک کی یونیورسٹیوں میں مستشرقین نے اسلامی تحقیق کے نام پر اسلامی احکام میں شکوک وشبہات پیدا کرنے اور دین میں تحریف کرنے کا سلسلہ عرصۂ دراز سے شروع کیا ہوا ہے۔ اس قسم کے اکثر ادارے درحقیقت اسلام میں تحریف کرنے والے افراد تیار کرنے کے لئے قائم کئے گئے ہیں اور ان کے نصاب ونظام کو اس انداز سے مرتب کیا گیا ہے کہ اس کے تحت تعلیم حاصل کرنے والے اکثر وبیشتر دجل وفریب کا شکار ہو کر عالم اسلام میں فتنے برپا کرتے ہیں۔

ڈاکٹر صاحبہ کے جو نظریات سامنے آئے ہیں ان میں سے بعض واضح طور پر گمراہانہ ہیں، بعض انتہائی گمراہ کن ہیں، بعض فتنہ انگیز ہیں، جس کی قدرے تفصیل درج ذیل ہے:

۱۔ تقلید کو علی الاطلاق ناجائز قرار دینا۔

چودہ سو سال کی تاریخ میں امت مسلمہ کی اکثریت ائمہ مجتہدین کی تقلید اس بناء پر کرتی آئی ہے کہ ان کے بیان کردہ مسائل قرآن وسنت ہی سے مأخوذ ہیں، اگر علی الاطلاق اس کو ناجائز قرار دیا جائے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ امت مسلمہ کی اکثریت گمراہی میں رہی ہے۔

۲۔ یہ کہنا کہ اگر فوت شدہ نمازیں بہت ہوگئی ہوں تو ان کی قضاء لازم نہیں، صرف توبہ کافی ہے۔

یہ بھی واضح گمراہی ہے اور نماز جیسے اہم فریضے کو محض اپنی رائے کی بنیاد پر ختم کر دینے کے مترادف ہے۔ کیوں کہ فوت شدہ نمازوں کی قضاء کا حکم قرآن کریم اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔ صرف ایک حدیث ذکر کی جاتی ہے جس میں قرآن کریم کی آیت کا بھی ذکر ہے:

اذا رقد احدکم عن الصلاة او غفل عنها فليصلها اذا ذكرها فان الله عزوجل يقول: اقم الصلاة لذكری۔ (صحیح مسلم ص ۲۴۱ ج ۱، باب قضاء الصلوۃ الفائتۃ)

ترجمہ: جب تم میں سے کوئی شخص نماز سے سو جائے یا غفلت کی وجہ سے چھوڑ دے تو جب بھی اسے یاد آئے وہ نماز پڑھے کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ''اقم الصلاۃ لذکری''۔

اس آیت کی تفسیر میں امام نخعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے یوں فرمایا ہے:

''اللام للظرف ای اذا ذکرتنی ای اذا ذکرت امری بعد ما نسيت''۔ (فتح الملہم ج ۲ ص ۴۹۰ طبع جدید)

یعنی جب میرا حکم یاد آ جائے تو نماز پڑھ لو۔ لہٰذا یہ آیت قضاء نمازوں کو بھی شامل ہے۔

اسی بناء پر تمام معروف فقہاء کرام اس مسئلہ پر متفق ہیں۔

۳۔ قرآن کریم کا ترجمہ اور مختصر تفسیر پڑھا کر پڑھنے والوں کو قرآن کریم سے احکام خفیہ کے استنباط کی دعوت دینا۔

حدیث کی روشنی میں ڈاکٹر صاحبہ کا یہ نقطۂ نظر وطرز عمل انتہائی گمراہ کن ہے۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

''من قال فی القرآن بغیر علم فلیتبوأ مقعدہ من النار رواہ الترمذی'' (المشکوۃ ص ۳۵)

ترجمہ: جس شخص نے قرآن کریم میں بغیر علم کے کوئی بات کہی اس کو چاہئے کہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے۔

شارح مشکوۃ ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ''علم'' کی تشریح اس طرح فرمائی ہے:

ای دلیل یقینی او ظنی نقلی او عقلی مطابق للشرعی (المرقاۃ ج ۱ ص ۲۹۰)

حاصل اس کا یہ ہے کہ قرآن کریم کی کسی آیت کے بارے میں کچھ کہنے کی بنیاد کسی دلیل پر ہونی چاہئے دلیل چاہے نقلی ہو (قرآن کریم کی کوئی دوسری آیت، احادیث نبویہ، اقوال صحابہ کرام وتابعین عظام) یا عقلی ہو مگر شرعی اصول کے مطابق ہو اور کسی دلیل نقلی کے معارض نہ ہو۔

اور یہ بات ظاہر ہے کہ مختصر تفسیر پڑھنے سے اس درجہ کے علم کا حصول ممکن نہیں۔ اگر سالہا سال لگانے کے بعد اس درجہ کا علم حاصل ہو جائے تو بھی غنیمت ہے۔

۴۔ علماء وفقہاء سے بدظن کرنا، دینی تعلیم کے جو ادارے اسلامی علوم کی وسیع وعمیق تعلیم کا فریضہ انجام دے رہے ہیں ان کی اہمیت ذہنوں سے کم کر کے مختصر کورس کو علم دین کے لئے کافی سمجھنا، نیز جو مسائل کسی امام مجتہد نے قرآن وحدیث سے اپنے گہرے علم کی بنیاد پر مستنبط کئے ہیں ان کو باطل قرار دے کر اسے قرآن وحدیث کے خلاف قرار دینا اور اس پر اصرار کرنا، ڈاکٹر صاحبہ کی یہ روش بھی گمراہ کن اور فتنہ انگیز ہے۔

۵۔ ڈاکٹر صاحبہ بعض اوقات فقہاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی آراء پر اس انداز سے تنقید کر دیتی ہیں کہ اس کی زد میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی آ جاتے ہیں۔

مثلاً ایام حیض میں قرآن کریم کی تلاوت کے متعلق ڈاکٹر صاحبہ کہتی ہیں:

''کہاں اللہ تعالیٰ نے منع کیا ہے کہ ان دنوں میں قرآن نہ پڑھو، کہاں منع کیا ہے کہ تم اس کی تعلیم نہ دو؟ کہیں بھی نہیں منع کیا، جب منع نہیں کیا تو یہ لوگ کون ہوتے ہیں خود ساختہ پابندی ہم پر لگانے والے؟''

(روزنامہ ..... ۱۷ مارچ ۲۰۰۱ء)

حالانکہ امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابن عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہم سے دو مرفوع حدیثیں اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کی ایک موقوف حدیث ذکر کرنے کے بعد فرمایا ہے:

''وهو قول اكثر اهل العلم من اصحاب النبی صلی الله عليه وسلم والتابعين ومن بعدهم مثل سفيان الثوری وابن المبارك والشافعی واحمد واسحاق قالوا لا تقرأ الحائض ولا الجنب من القرآن شيئا الا طرف الآية والحرف ونحو ذلك ورخصوا للجنب والحائض فی التسبيح والتهليل (جامع ترمذی ص ۳۴ ج ۱ باب ما جاء فی الجنب والحائض انهما لا يقرأن القرآن)

یعنی اکثر اہل علم جن میں صحابہ کرام، تابعین اور بعد کے علماء مثلاً سفیان ثوری، ابن المبارک، امام شافعی، امام احمد اور امام اسحاق شامل ہیں یہ سب فرماتے ہیں کہ حیض اور جنابت والے قرآن سے کچھ نہ پڑھیں الا یہ کہ آیت کا معمولی حصہ پڑھ لیں، البتہ ان اہل علم نے حیض وجنابت والے کو تسبیح و تہلیل کی اجازت دی ہے۔

امام ترمذی کی عبارت مذکورہ پیش نظر رکھ کر ڈاکٹر صاحبہ کے اس جملہ کو غور سے ملاحظہ کریں ''یہ لوگ کون ہوتے ہیں خود ساختہ پابندی ہم پر لگانے والے؟''

ڈاکٹر صاحبہ مزید کہتی ہیں:

''تو یاد رکھیں دین میں خود ساختہ پابندیاں تقویٰ نہیں ہیں، دین کو اتنا ہی رہنے دیں جہاں تک وہ ہے، بہم ان مشکلات سے باہر نکلیں۔ ہوا کیا عورت مسجد نہیں جا سکتی، عورت قرآن نہیں پڑھ سکتی..... یہ خود ساختہ پابندیاں ساری عورت ہی کے لئے کیوں؟'' (روزنامہ ..... ۱۷ مارچ ۲۰۰۱ء)

حالانکہ کئی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عورتوں کو مسجد میں آنے سے روکا ہے۔

امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں حکم جاری فرمایا کہ اب نوجوان عورتیں مسجد میں نہ آیا کریں (بدائع الصنائع ج ۱ ص ۱۵۷، ناشر ایچ ایم سعید)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جمعہ کے روز کھڑے ہو کر عورتوں کو کنکریاں مار کر مسجد سے نکالتے۔

(عمدۃ القاری ص ۲۴۷ ج ۳ طبع بیروت ن م)

ایک موقع پر عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خواتین کو جمعہ کے دن مسجد سے نکالا اور فرمایا کہ اپنے گھروں کو جاؤ تمہارے گھر تمہارے لئے بہتر ہیں

(الترغیب والترہیب ص ۱۹۰ ج ۱)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ حالت دیکھتے جو عورتوں میں اب پیدا ہوگئی ہے تو ان کو مسجد میں آنے سے روک دیتے جس طرح بنی اسرائیل کی عورتیں روک دی گئی تھیں۔

(صحیح بخاری ص ۱۲۰ ج ۱ صحیح مسلم ص ۱۸۳ ج ۱)

لہٰذا تفصیل مذکور کی بناء پر ڈاکٹر فرحت نسیم ہاشمی کے درس میں شریک ہونا، ان کے درس کو پڑھنا اور ان کے زیر اہتمام قائم شدہ ادارہ ''الھدیٰ انٹرنیشنل'' میں تعلیم حاصل کرنا ہرگز جائز نہیں بلکہ حتی الوسع دوسروں کو بھی اس سے بچانا فرض ہے۔ واللہ العاصم من جمیع الفتن۔

www.ahafmedia.com